بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد
Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat
دفتر صدر مجلس انصار اللہ بھارت
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)
Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815494687, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایمان افروز واقعات کا دلگداز و دلنشین تذکرہ

انڈونیشیا کے ایک دیرینہ خادم واقف زندگی مبلغ سلسلہ مکرم سیوطی عزیز احمد صاحب کا ذکر خیر

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 30 ر نومبر 2018 بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج جن صحابہ کا ذکر کروں گا ان میں سے پہلے حضرت ثابت بن خالد انصاری ہیں۔ غزوہ بدر اور احد اور جنگ یمامہ میں بھی شامل ہوئے اور اسی جنگ میں یہ شہید ہوئے۔

پھر حضرت عبداللہ بن عرفتہ ہیں، آپ حضرت جعفر بن ابی طالب کے ہمراہ ہجرت حبشہ میں شامل ہوئے اور غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے۔

پھر حضرت عتبہ بن عبداللہ ہیں۔ بیعت عقبہ اور غزوہ بدر میں یہ شریک ہوئے تھے۔

پھر حضرت قیس بن ابی سعصعا انصاری ہیں۔ یہ ستر انصار کے ساتھ بیعت عقبہ میں شامل ہوئے تھے اور غزوہ بدر اور احد میں شامل ہونے کا بھی ان کو شرف حاصل ہوا۔ غزوہ بدر کیلئے روانہ ہوتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لشکر کے ساتھ مدینہ سے باہر بیوت السقیاء کے پاس قیام کیا اور کم عمر بچے جو تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمرکابی کے شوق میں ساتھ چلے آئے تھے وہاں سے واپس کئے گئے۔ سقیاء سے روانگی کے وقت آنحضور ﷺ نے حضرت قیس بن ابی سعصعا کو مسلمانوں کی گنتی کرنے کا حکم دیا۔ حضرت قیس نے گنتی کر کے جب رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ان کی تعداد 313 ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر خوش ہوئے اور فرمایا کہ طالوت کے ساتھیوں کی بھی اتنی ہی تعداد تھی۔

اسی طرح غزوہ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ نے ساقہ کی کمان آپ کے سپرد فرمائی تھی۔ ساقہ لشکر کا وہ دستہ ہوتا ہے جو پیچھے حفاظت کی غرض سے چلتا ہے۔ ایک دفعہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں کتنی دیر میں قرآن کریم کا دور کیا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پندرہ راتوں میں۔ حضرت قیس نے عرض کیا کہ میں اپنے آپ میں اس سے زیادہ کی توفیق پاتا ہوں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک جمعہ سے لے کر اگلے جمعہ تک کر لیا کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں اپنے آپ میں اس سے بھی زیادہ کی توفیق پاتا ہوں۔ پھر انہوں نے ایک لمبے عرصہ تک اسی طرح قرآن کریم کی تلاوت کی یہاں تک کہ جب آپ بوڑھے ہو گئے اور اپنی آنکھوں پر پٹی باندھنے لگے تو آپ نے پندرہ راتوں میں دور مکمل کرنا شروع کر دیا تب یہ کہا کرتے تھے کہ کاش میں نے نبی ﷺ کی رخصت کو قبول کر لیا ہوتا۔

پھر حضرت عبیدۃ بن حارث ایک صحابی تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار تھے۔ یہ ابتدائی ایمان لانے والوں میں شامل تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دارارقم میں داخل ہونے سے پہلے آپ ایمان لے آئے تھے۔ حضرت عبیدۃ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک خاص قدرو منزلت رکھتے تھے۔ آپ بنوعبدمناف کے سرداروں میں سے تھے۔ حضرت عبیدۃ بن حارث اپنے دو بھائیوں حضرت طفیل بن حارث اور حضرت حسین بن حارث کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبیدۃ بن حارث اور حضرت عمیر بن الحمام کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی۔ یہ دونوں غزوہ بدر میں شہید ہوئے۔

ہجرت کے آٹھ مہینے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبیدۃ بن حارث کو ساٹھ یا اسی سواروں کے ساتھ روانہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبیدۃ بن حارث کے لئے ایک سفید رنگ کا پرچم باندھا جسے حضرت مسطح بن اثاثہ نے اٹھایا۔ اس سریہ کا مقصد یہ تھا کہ قریش کے ایک تجارتی قافلے کو راہ میں روک لیا جائے۔ قریش کے قافلے کا امیر ابوسفیان تھا۔ اس قافلے میں دوسو آدمی تھے۔ صحابہ کی اس جماعت نے رابق وادی پر اس قافلے کو جالیا۔ دونوں فریقوں کے درمیان تیراندازی کے علاوہ کوئی مقابلہ نہ ہوا اور لڑائی کے لئے باقاعدہ صف بندی نہ ہوئی۔ وہ صحابی جنہوں نے مسلمانوں کی طرف سے پہلا تیر چلایا وہ حضرت سعد بن ابی وقاص تھے اور یہ وہ پہلا تیر تھا جو اسلام کی طرف سے چلایا گیا۔ حضرت عبیدۃ بن حارث کی سرکردگی میں یہ اسلام کا دوسرا سریہ تھا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ بدر کے موقع پر مسلمانوں کی طرف سے ولید بن عتبہ سے مبارزت کی۔ احادیث میں آتا ہے کہ قرآن کریم کی ایک آیت بھی اس واقعہ کے متعلق اتری ہے چنانچہ حضرت علی سے روایت ہے کہ آیت هٰذٰنِ خَصۡمٰنِ اخۡتَصَمُوۡا فِیۡ رَبِّهِمۡ ۔ان لوگوں کے متعلق نازل ہوئی تھی جنہوں نے بدر والے دن مبارزت کی یعنی حضرت حمزہ بن عبدالمطلب حضرت علی بن طالب اور حضرت عبیدۃ بن حارث اور عتبہ بن ربیعہ شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ۔

بہرحال اس مبارزت کی تفصیل سنن ابوداؤد میں اس طرح بیان ہوئی ہے، حضرت علی سے روایت ہے کہ عتبہ بن ربیعہ اور اس کے پیچھے اس کا بیٹا اور بھائی بھی نکلے اور پکار کر کہا کہ کون ہمارے مقابلے کے لئے آتا ہے تو انصار کے کئی نوجوانوں نے اس کا جواب دیا۔ عتبہ نے پوچھا تم کون ہو۔ انہوں نے بتایا کہ ہم انصار ہیں۔ عتبہ نے کہا کہ ہمیں تم سے کچھ لینا دینا نہیں ہے۔ ہم تو صرف اپنے چچا کے بیٹوں سے جنگ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس پر آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے حمزہ اٹھو، اے علی کھڑے ہو اے عبیدۃ بن حارث آگے بڑھو۔ حضرت علی بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنتے ہی حضرت حمزہ عتبہ کی طرف بڑھے اور میں شیبہ کی طرف بڑھا اور عبیدۃ بن حارث اور ولید کے درمیان جھڑپ ہوئی اور دونوں نے ایک دوسرے کو سخت زخمی کیا پھر ہم ولید کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو مار ڈالا اور عبیدۃ کو ہم میدان جنگ سے اٹھا کے لے آئے۔ بدر کے نزدیک صفرا مقام پر آپ کا انتقال ہو گیا اور وہیں آپ کو دفن کر دیا گیا۔
ایک روایت کے مطابق جب عبیدۃ کی پنڈلی کٹ چکی تھی اور اس سے گودا بہہ رہا تھا تب صحابہ حضرت عبیدۃ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا میں شہید نہیں ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں نہیں تم شہید ہو۔
ایک روایت کے مطابق جب حضرت عبیدۃ بن حارث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رانوں پر ان کا سر رکھا پھر حضرت عبیدۃ نے کہا کاش کہ ابوطالب آج زندہ ہوتے تو جان لیتے کہ جو وہ اکثر کہا کرتے تھے اس کا ان سے زیادہ میں حق دار ہوں اور وہ یہ کہا کرتے تھے کہ

ونسلمہ حتی نصرع حولہ

ونذھل عن ابناءنا والحلائل

کہ یہ جھوٹ ہے کہ ہم محمد کو تمہارے سپرد کر دیں گے ایسا تبھی ممکن ہے کہ جبکہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد سے پچھاڑ دیئے جائیں اور ہم اپنے بیوی بچوں سے بھی غافل ہو جائیں۔ یہ جذبات تھے ان لوگوں کے۔ شہادت کے وقت حضرت عبیدۃ بن حارث کی عمر 63 سال تھی۔

حضور انور نے فرمایا: ان صحابہ کا ذکر کرنے کے بعد اب میں ایک ہمارے انڈونیشیا کے ایک دیرینہ خادم واقف زندگی مبلغ سلسلہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جن کی 19 / نومبر کو وفات ہوئی۔ ان کا نام سیوطی عزیز احمد صاحب تھا۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون**۔ پسماندگان میں ان کی اہلیہ دو بیٹے بیٹیاں اور دس پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں ہیں۔ ان میں سے چھ بچے وقف نو میں شامل ہیں۔ آپ کی پیدائش 17 / اگست 1944ء کو بونے جنوبی سولا ویسی میں ہوئی۔ انہوں نے جامعہ ربوہ میں ستمبر 1966 سے لے کر اکتوبر 1971ء تک تعلیم حاصل کی۔ اپریل 1972ء کو بطور مرکزی مبلغ انڈونیشیا میں ان کی تقرری ہوئی۔ سن 2000ء میں انہیں حج بیت اللہ کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ 1972ء سے 1979ء تک جنوبی سماٹرا، لامپونگ، جامبی اور بینکولو میں بطور مبلغ خدمت سرانجام دی۔ 1979ء سے 1981ء تک معلمین کلاس میں بطور استاد خدمت کی توفیق پائی۔ 1981ء میں جماعت پوربوکیتو میں بطور مبلغ تقرر ہوا۔ پھر 82ء میں معلمین و مبلغین کلاس میں بطور نائب ڈائریکٹر مامور ہوئے۔ 82ء سے 92ء تک جامعہ احمدیہ انڈونیشیا کے پرنسپل رہے۔ 1992ء سے 2016ء بیس سال تک رئیس التبلیغ رہے۔ 2016ء سے لے کر وفات تک بطور پرنسپل جامعہ احمدیہ انڈونیشیا خدمت کی توفیق پائی۔ انہوں نے اپنے خاندان میں احمدیت کے نفوذ کے بارے میں ایک انٹرویو میں بتایا تھا کہ میری اور میرے خاندان کی بیعت کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ میرے دادا نے یہ وصیت کی تھی کہ آخری زمانے میں امام مہدی آئے گا اور جب وہ آئے تو تم سب اس کو قبول کر لینا۔ اس وصیت کو پورا کرنے کے لئے ہمارے خاندان نے دو دفعہ ہجرت کی۔ 1959ء میں ہمارے خاندان نے لامپنگ کی طرف ہجرت کی اور 1963ء میں ایک مبلغ مولانا زینی دھلان صاحب تبلیغ کے لئے لامپنگ آئے۔ انہوں نے بتایا کہ امام مہدی آ گیا ہے۔ غرض 13 / فروری 1963ء کو 19 سال کی عمر میں میں نے اور میرے خاندان کے چالیس افراد نے مولانا زینی دھلان کے ذریعہ سے بیعت کی۔

حضور انور نے فرمایا کہ سیوطی عزیزم صاحب کہتے ہیں کہ ربوہ میں قیام کے دوران میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کئی صحابہ سے ملاقات کی سعادت پائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث سے ایک خوشگوار ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث خلافت پر خلیفہ منتخب ہوئے تو ہم نے آپ سے پہلی بار ملاقات کی اور حضور سے گلے ملے۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہماری گال پر تھپکی دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ انڈونیشیا سے آئے ہیں۔ تم سب دور سے یہاں آئے ہو تم سب میرے بچے ہو۔ کہتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا روحانی نور ہمیشہ ہمارے شامل حال رہا جس کی وجہ سے ہماری جتنی بھی مشکلات تھیں وہ سب آسان ہو گئیں۔ کہتے ہیں جب میں انڈونیشیا واپس جانے لگا تو واپسی سے پہلے حضور سے ملاقات کرنے گیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے پوچھا کہ آپ کو کیا چاہئے۔ میں نے کہا مجھے کچھ کتابیں چاہئیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اپنی قلم سے ایک نوٹ لکھا کہ سیوطی کو کتابیں دے دیں۔ اس کے بعد کہتے

ہیں مجھے روحانی خزائن کا مکمل سیٹ دیا گیا جواب تک میرے پاس ہے اور جانے سے پہلے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے کافی دیر مجھے گلے لگایا اور میرے کان میں فرمایا کہ اپنے آقا کے ساتھ بے وفائی مت کرنا۔ یہ ہے میری نصیحت۔

عبدالباسط صاحب امیر جماعت انڈونیشیا لکھتے ہیں کہ سیوطی عزیز صاحب۔ بڑی سادہ شخصیت کے مالک تھے عاجزی اور انکساری کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ ہر حال میں صبر وتحمل کی مثال تھے۔ دعا گو تہجد گزار اللہ تعالیٰ پر انتہائی توکل کرنے والے تھے۔ نظام خلافت اور خلفائے سلسلہ سے بڑا اخلاص اور والہانہ پیار اور محبت تھی جماعتی کاموں کو اپنے ذاتی کاموں پر ہمیشہ ترجیح دیتے تھے۔

ان کی ایک بیٹی مردیہ صاحبہ لکھتی ہیں کہ والد صاحب نے اپنی زندگی مکمل طور پر وقف کی تھی اپنی زندگی جماعت کے کاموں میں صرف کی۔ تربیت کرنے میں والد صاحب کا یہ اصول تھا کہ زیادہ نصیحت نہیں کرتے تھے بلکہ اپنے عمل سے عملی نمونہ دکھاتے تھے۔ ان کی بیٹی عطیۃ العلیم کہتی ہیں کہ والد صاحب ہمیشہ سچ بولتے تھے اور اپنے بچوں سے کبھی جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ تہجد کبھی نہیں چھوڑتے تھے ہمیشہ مسجد میں جا کر نماز باجماعت پڑھتے تھے۔

ان کی دوسری اہلیہ کہتی ہیں کہ انہوں نے ربوہ جانے سے پہلے بچوں کو کہا کہ میرا یہ اہل میرے گھر والے اور میرے وارث خلافت ہے اور میری زندگی اور موت جماعت کے لئے ہے۔ احمد نور صاحب مبلغ کہتے ہیں کہ ان کی ایک نصیحت جو ہمیشہ خاکسار کو یاد ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کبھی منہ مت پھیرو اللہ تعالیٰ سے مانگو وہ اپنے بندے کی دعا کو کبھی ردّ نہیں کرتا۔

پھر مبلغ سلسلہ ہاشم صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ انہوں نے ہم سے سوال کیا کہ جماعت احمدیہ کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل کیا ہے۔ کہتے ہیں ہم نے قرآن وحدیث کی رو سے اس کا جواب دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہر احمدی کو اپنے آپ کو صداقت کی دلیل سمجھنا چاہئے۔ آپ لوگ اپنے آپ کو اس قابل بنائیں کہ ہم میں سے ہر ایک اس جماعت کی سچائی کا ثبوت ہو۔

خطبات بڑے غور سے سنتے تھے پھر ان خطبات پر طلباء سے پوائنٹس ڈسکس کرتے تھے اور یقینی بناتے تھے کہ انہوں نے نوٹس لئے ہیں اور ہمیشہ یہ دیکھتے تھے کہ خلیفہ وقت کے پیغام کو سمجھا بھی ہے کہ نہیں اور ہمیشہ خلافت کی اطاعت کے بارے میں تلقین کرتے رہے۔

حضور انور نے فرمایا: مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ ان کا جسد خاکی پاکستان سے 23ر نومبر کو انڈونیشیا پہنچا اور 24ر نومبر کو ان کی تدفین مرکز پاروم میں مقبرہ موصیان میں عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ان کے سب لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی اولاد اور آئندہ نسلوں کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

Khulasa Khutba Jumma Huzoor Anwar 23rd - November - 2018

BOOK POST (PRINTED MATTER)

To ....
....
....
....

From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB